خواتین کومعاشرتی ،
سیاسی اور معاشی طور پر
با اختیار بنانا

سیمرغ
ویمنز ریسورس اینڈ پبلیکیشن سینٹر

NL

E-mail: simorgh@brain.net.pk - Find us simorgh on

خواتین کو معاشرتی، سیاسی اور معاشی طور پر بااختیار بنانا

تعارف:

پاکستان اُن ممالک میں شامل ہے جہاں خواتین کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں صنفی امتیاز برتا جاتا ہے خواتین کے حقوق کی پامالی اور استحصال کیا جاتا ہے۔ پاکستانی معاشرے کے معاشرتی اور ثقافتی اصولوں اور مردوں کے بنیادی ڈھانچے کو برقرار رکھنے سے خواتین کی نقل وحرکت، تنخواہ دار ملازمت میں ان کی شرکت پر پابندی ہے اور خواتین کو وراثتی جائیداد سے بھی محروم رکھا جاتا ہے۔

یہ عام فہم بات ہے کہ قومیں اُس وقت تک زندگی کے کسی بھی شعبے میں قابل ذکر ترقی نہیں کرسکتیں جب تک خواتین کا استحصال اور اُن کے ساتھ روا رکھا گیا امتیازی سلوک ختم نہ کردیا جائے۔ ہمارے معاشرے میں جب ترقی کی بات کرتے ہیں تو ترقی صرف تب ہی حاصل کی جاسکتی ہے جب مرد و خواتین اور پسماندہ لوگ بھی اتنے ہی ترقی یافتہ ہوں اور سب لوگ اپنے حقوق سے فائدہ اُٹھاسکیں، انتخابات میں حصہ لے سکیں اور زندگی کی ہر سطح پر برابری کی بنیاد پر فیصلہ سازی میں حصہ لے سکیں تاکہ وہ بھی صنفی برابری کی ریاست اور معاشرے میں تبدیلی کا حصہ بنیں۔

پائیدار مضبوط ترقی کو یقینی بنانے کے لیے خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے صنفی برابری کا حصول ضروری ہے یہ وسیع پیمانے پر مانا جاتا ہے کہ مرد اور عورت کی مکمل شراکت ملکی ترقی کے لیے ضروری ہے صرف مردوں کی شرکت کو تسلیم کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا بلکہ بہت سے عالمی رہنماؤں اور سکالروں کا ماننا ہے کہ صنفی برابری اور خواتین کو بااختیار بنائے بغیر پائیدار ترقی ممکن نہیں۔ خواتین کو سیاست میں آنا چاہیے اور انتخابات میں حصہ لینا چاہیے تاکہ خواتین کی سیاسی نمائندگی بڑھے۔ دُنیا کی 50 فیصد آبادی کی نمائندگی خواتین اور لڑکیاں کرتی ہیں پھر بھی اکثر اُن کو سیاست سے خارج کردیا جاتا ہے۔ خواتین کی سیاست میں بڑھتی سیاسی شرکت اور قیادت ایک اہم لائحہ عمل ہے جو خواتین کو حقوق دلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

پاکستان کا آئین اور قوانین عورتوں کو برابری کے حقوق کی ضمانت دیتے ہیں۔ انسانی سطح کے ساتھ ساتھ یہ ہماری قانونی اور اخلاقی ذمہ داری بھی ہے کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کی تربیت اس انداز سے کریں کہ اُن میں سماجی اور

معاشی طور پر خودمختاری کے پہلو نظر آئیں اور یوں وہ ملک کے مضبوط شہری اور خاندان کے برابر کے فرد ہوں۔ برادری اور قوم کی حیثیت کے ساتھ ساتھ خواتین کے رتبے کو بلند کرنے کے لیے اُن کو با اختیار بنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارا مقصد خواتین کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی طور پر فعال اور بڑھتی ہوئی شمولیت کی یقین دہانی کرنا ہے تا کہ خواتین اور خاص طور سے پسماندہ طبقوں کو نوکری اور آمدنی کے زریعے معاشی آزادی، عزت اور اعتماد حاصل ہو۔

1۔معاشرتی طور پر با اختیار بنانا

☆ تعلیم:

تعلیم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت کا بنیادی حق ہے۔عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو اپنے بچوں کی بہتر تربیت کر سکے گی اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے بہتر فیصلے کرے گی۔ عورتیں تعلیم حاصل کر کے کسی بھی شعبے میں جا سکتی ہیں اور آگے بڑھنے کے مواقع حاصل کر سکتی ہیں۔تعلیم ہی کے زریعے خواتین زندگی کے کسی بھی شعبے میں ترقی کر کے معاشی طور پر خودمختار ہو سکتی ہیں۔

☆ خواتین کی ہر شعبے میں شرکت:

خواتین اپنی انتھک محنت اور کوششوں سے زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی خدمات سرانجام دیتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ خواتین اپنی ملازمت کے ساتھ اپنی تمام گھریلو ذمہ داریاں بھی اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُن کو خوش اسلوبی سے نبھا رہی ہیں۔ اب خواتین ائیر فورس، آرمی، نیوی، میڈیکل، وکالت، سماجی اداروں اور تعلیم کے میدان میں آگے بڑھتی نظر آرہی ہیں جس سے معاشرے کی باقی خواتین کے لیے نئی راہیں کھلی ہیں۔

☆ فیصلہ سازی میں اختیار:

خواتین کو فیصلہ سازی کا اختیار دیا جائے اور اُن کے فیصلوں کو تسلیم کیا جائے کیونکہ ایک پڑھی لکھی عورت نہ صرف

گھریلوسطح پر بلکہ معاشرتی سطح پر بھی بہترین فیصلے کرسکتی ہے جیسے کہ بچوں کی تربیت ،صحت ،فیملی پلاننگ اوراپنی ذاتی زندگی کے بارے میں فیصلے کرنا۔جس سے خواتین میں اعتماد بڑھے گا اور کاروبار آگے بڑھانے کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوگا اور گھریلو حالات میں بھی بہتری آئے گی۔جیسے کہ نیوزی لینڈ کی وزیراعظم جوایک خاتون ہیں اُنہوں نے کورونا کی وباء سے نمٹنے کے لیے بہت سے بہترین فیصلے کیے ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ خواتین بھی بہترین فیصلے کرسکتی ہیں۔

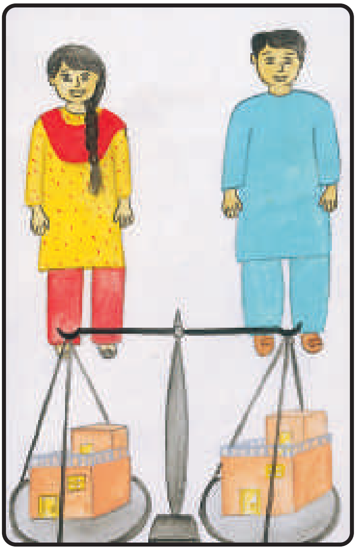

☆ وراثت میں حصہ:

عورت کا بیٹی ،بہن ،ماں اور بیوی کی حیثیت سے وراثت میں حصہ مقرر ہے جس سے عورت کو محروم نہیں کیا جاسکتا۔پاکستان میں کسی بھی عورت کو اُس کے حق سے محروم کرنا ناقابل معافی جرم ہے جس کی سزا 5 سے 10 سال تک قید یا 10 لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہیں۔اس کے برعکس اگر خواتین کو اُن کا حق دیا جائے تو وہ نہ صرف معاشی طور پر مضبوط ہوں گی بلکہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے گزار سکیں گی۔

☆ پیشہ ورانہ ہنر ہونا/ کاروبار:

خواتین گھر بیٹھ کر بہت سے چھوٹے موٹے کام کر رہی ہیں جیسے کہ سلائی کا کام ،پارلر چلانا ،فٹ بال کی سلائی ،فیکٹریوں سے لائے کپڑوں پر لیس لگانا ،چوڑی بنانا ،سلمی ستارہ کا کام اور اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے ہنر ہیں جو سیکھ رہی ہیں۔جہاں خواتین کو اپنے خاندان کی سپورٹ حاصل ہے وہاں خواتین اپنے چھوٹے چھوٹے بزنس خود چلا رہی ہیں اور ترقی کر رہی ہیں۔جیسے جیسے خواتین میں شعور بڑھتا جا رہا ہے وہ اپنے کام کو بڑھانے کے لیے بینکوں سے قرضہ لے کر اپنے کاروبار کو بڑھا رہی ہیں۔پاکستان میں بہت سی ایسی باصلاحیت خواتین موجود ہیں جنہوں نے ملک کے معاشرتی معیار اور اصولوں کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے یہ خواتین زندگی کے تمام شعبوں سے آتی ہیں اور ہر طرح کے شعبوں میں اپنا کردار نبھا رہی ہیں۔

☆ صنفی برابری:

ہمارے معاشرے میں جب بھی صنفی برابری کی بات کی جاتی ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ خواتین کو اونچا درجہ اور مردوں کو کم درجہ دیا جائے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ صنفی برابری کا مطلب گھر اور معاشرے کو چلانے کے لیے مرد اور عورت کا درجہ ایک ہو جس سے گھریلو سطح سے لے کر معاشرے کی سطح تک ترقی کی جا سکتی ہے۔ چونکہ خواتین اور لڑکیاں دنیا کی نصف آبادی کی نمائندگی کرتی ہیں تو اس لیے صنفی برابری بھی ایک بنیادی حق ہونے کے ساتھ ساتھ پُرامن معاشرے کے لیے ضروری ہے۔ صنفی برابری مرد اور عورت کے ساتھ یکساں سلوک کی حمایت کرتی ہے اور صنفی تشدد کی متعدد اقسام کو ختم کرنا، معیاری تعلیم، صحت، معاشی وسائل میں صنفی برابری ضروری ہے۔ سرکاری عہدوں پر زیادہ تر مرد حضرات فائز ہیں خواتین کو کم مواقع دیئے جاتے ہیں۔ خواتین کو سیاست میں نمائندگی دی گئی جس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہر پارٹی نے خواتین کی شمولیت کو سراہا مگر کسی بھی پارٹی میں خواتین کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں دیا گیا کہ وہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر سکیں۔ یہ صنفی امتیاز کی کھلی مثال ہے۔

حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ کسی بھی سیاسی پارٹی میں خاندانی سیاست کی بجائے پارٹی کی ٹکٹ میرٹ پر دی جائے اور عورت و مرد کو یکساں مراعات دی جائیں۔

2۔ سیاسی با اختیاری

خواتین کے لیے سیاست میں با اختیار ہونا اور ووٹ ڈالنے کے حق، آزادی رائے اور منتخب ہونے کے منصفانہ مواقع کے ساتھ اپنے عہدے کے لیے انتخاب لڑنے کی صلاحیت کو بڑھانا چاہیے۔ ایسی پالیساں بنائی جائیں جن میں پالیسی سازی اور پارلیمنٹ کے عہدوں میں خواتین کی تعداد کے لیے کوٹہ مختص نہ کیا جائے بلکہ محنت اور اہلیت کی بنیاد پر ان کو آگے لایا جائے۔ پاکستان میں پہلی خاتون وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو بنیں جنھوں نے خاتون ہونے کے ناطے ملک کی پہلی وزیراعظم بن کر ثابت کیا کہ عورت نہ صرف گھر بلکہ ملکی سطح پر بھی کام کر سکتی ہے۔ اُنہوں نے باقی خواتین کے لیے بھی راستہ ہموار کیا۔

جمہوریت کے اس نئے دور میں بھی خواتین کو مردوں کی طرف سے ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے اور پاکستان میں مسلسل جدوجہد کی جا رہی ہے کہ خواتین کو یہ حق دیا جائے کہ وہ ووٹ ڈالنے کے لیے گھروں سے نکلیں۔

پاکستان کی کل آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ خواتین ووٹروں کی تعداد موجود ہے لیکن اُن کو ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے جس میں بلوچستان، جنوبی پنجاب، کے پی کے اور سندھ کے دیہی علاقے شامل ہیں۔

☆ خواتین کا ووٹ:

خواتین کو بہت سے چیلنجوں اور رکاوٹوں کا سامنا ہے جب خواتین کی رائے دہندگی کی بات آتی ہے تو خاص طور پر اگر ہم جنوبی پنجاب اور سندھ کے دیہی علاقوں کی بات کریں تو اب بھی ایسی خواتین موجود ہیں جن کو 1960 سے ہی ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے اگر چہ اس میں کوئی قانونی پابندیاں نہیں ہیں لیکن پدرسری کی ہماری ثقافت میں گہری جڑیں ہیں جس نے اُن کو ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم رکھا ہے۔ تاہم اب صورتحال بہتر ہو رہی ہے ایک مقامی سیاسی جماعت کی رکن نے بتایا ہے کہ دیر، کے پی کے میں خواتین انتخابات میں ووٹ ڈالیں گی۔ یہ پچھلی چار دہائیوں کے مقابلے ایک زبردست تبدیلی ہے۔ **اگر کسی پولنگ سٹیشن پر خواتین کی ایک خاص تعداد ووٹ نہیں ڈالتی تو اس سے الیکشن کے نتائج پر اثر ہوگا۔**

موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اگر خواتین ووٹ نہیں ڈالیں گی تو سیاسی عمل میں فیصلہ سازی مردوں کے ہاتھ میں رہے گی یوں خواتین اپنے سیاسی حق سے محروم رہیں گی۔ سیاسی، معاشی، سماجی قانون سازی اور منصوبہ بندی میں خواتین کی آواز مزید دب کر رہ جائے گی۔ ہمارے معاشرے کے مسائل کی اہم وجوہات میں بہت کم عورتوں کا ووٹ ڈالنا بھی شامل ہے۔

☆ لیڈرشپ میں خواتین کی نمائندگی:

لیڈر کا لفظ ذہن میں آتے ہی عام طور پر خیال سیاسی رہنماء، حکومتی سربراہ یا مقامی کونسلر، وغیرہ کی طرف جاتا ہے۔

سیاست میں خواتین کی شمولیت ایک خوش آئند بات ہے۔ خواتین کے جتنے بھی مسائل ہوں گے اُن کو خواتین نمائندے باآسانی حل کر سکیں گے کیونکہ اگر خواتین اپنے سیاسی مسائل مردوں کے پاس لے جاتی ہیں تو اُن کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ خواتین اپنے مسائل سیاسی نمائندوں کو باآسانی بتا سکتی ہیں اور اُن کا سدِ باب بھی آسانی سے ممکن ہوگا۔ اس طرح سے خواتین کی نمائندگی بڑھے گی اور ان کو دیکھتے ہوئے دیگر خواتین بھی سیاست میں آئیں گی۔ خواتین کو سیاست میں برابری کی سطح پر لایا جائے اور ان کے تمام حقوق پورے کیے جائیں تا کہ خواتین سیاسی نمائندے بن کر اپنے ملک و کمیونٹی کے لیے کام کر سکیں۔

☆ سیاسی ٹریننگ:

سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں عوام اور خاص طور پر اپنے ورکرز کی تربیت کریں وہ خواتین کو سیاسی عمل کی طرف راغب کریں اپنی صفوں کے اندر بھی سیاسی جماعتوں کو یقیناً بہتری لانے کی ضرورت ہے سیاسی جماعتوں کو سمجھنا ہوگا کہ عورت محض ووٹ بینک نہیں بلکہ اس ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہے، خواتین کو مضبوط کیے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

3۔ معاشی خودمختاری

معاشی خودمختاری سے مراد پیشے کا انتخاب کرنا، پیسے کمانا اور اُن پیسوں کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا حق ہے۔ خواتین جس شعبے کو چاہیں منتخب کریں جو مناسب سمجھیں کام کریں اور اپنی آمدن اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کریں۔

☆ بااعتماد خواتین:

خواتین بااعتماد ہوں گی تو اُن میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہوگی اور گھر میں بچے اور چھوٹے بہن بھائی بھی بااعتماد ہوں گے ویسے تو گھر کے افراد میں خصوصاً بچوں اور بچیوں کو بااعتماد بنانے میں گھر کے مردوں کا اہم کردار ہوتا ہے

لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر مرد زیادہ تر یہ ذمہ داری ادا نہیں کر پاتے یا کرنا نہیں چاہتے ایسی صورت میں عورت با اعتماد ہوگی تو باقی سب کو اعتماد دے سکے گی ۔ یہاں یہ بات بھی جاننا اہم ہے کہ با اعتماد ہونے اور اپنی رائے دینے سے مراد بدتمیز ہونا نہیں ہے۔

☆ ملازمت کی اجازت:

خواتین کو ملازمت کی اجازت بہت کم ملتی ہے کیونکہ خواتین کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ خواتین گھر کی چار دیواری کے اندر زیادہ محفوظ ہیں گھر سے باہر نکلنے کے لیے لوگ عورت پر اعتماد نہیں کرتے ۔ ہمارے معاشرے میں جہاں غربت ہے وہاں کمانے والے لوگ کم ہیں اور کھانے والے لوگ زیادہ ہیں وہاں ایک بندے کی کمائی سے گھر کے اخراجات پورے کرنا مشکل ہوتا ہے تو اِن حالات میں عورت ملازمت کر کے نہ صرف اپنے اخراجات پورے کر سکتی ہے بلکہ اپنی فیملی کو بھی پوری پوری سپورٹ کرتی ہے۔

☆ اداروں میں صنفی برابری:

ہمارے معاشرے میں صنفی برابری کو ترجیح دی جانی چاہیے اور خواتین کی برابری کے سطح پر تمام حقوق پورے کیے جانے چاہیں ۔ جیسے کسی بھی ادارے میں ملازمت کرتے ہوئے مردوں کو تمام مراعات دی جاتی ہیں ویسے ہی

خواتین کو بھی تمام مراعات دی جائیں جن پر اُن کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مردوں کا۔ خواتین چونکہ گھروں سے باہر کم نکلتی ہیں تو اُن کو اندازہ نہیں ہوتا کہ کون سے ادارے کے کیا قوانین ہیں اور خواتین کے لیے کتنے فائدہ مند ہیں جیسے مثال کے طور پر کہ اگر کسی عورت کو بینک جانا پڑ جائے تو اُس

کو وہاں جا کر پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کیونکہ خواتین کو بینکوں کے نظام اور ٹیکس کے طریقے کار کے بارے میں معلومات نہیں ہوتیں۔ ایسے میں نہ صرف بینکوں میں بلکہ تمام اداروں میں خواتین کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں اور خاص طور سے بینکوں سے خواتین چونکہ اپنا کاروبار چلانے کے لیے قرضہ لیتی ہیں تو ٹیکس کے متعلق تمام معلومات کو آسان طریقے سے خواتین تک پہنچایا جائے تا کہ وہ ان سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس کے علاوہ ایسے تمام اداروں میں خواتین کا عملہ بھی موجود ہونا چاہیے جس سے خواتین کو مزید آسانیاں ہوں گی۔

معاشرتی و معاشی با اختیاری کے زریعے خواتین پر اعتماد ہوں گی تو اس کے لیے خواتین کا پڑھنا لکھنا بہت ضروری ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین نہ صرف اپنے مستقبل کے لیے بلکہ اپنے خاندان کے لیے بہتر فیصلے کر سکتی ہیں۔ تعلیم یافتہ خواتین کو معاشرے میں بہت عزت دی جاتی ہے جس سے خواتین میں اعتماد بڑھتا ہے اور وہ اپنے معاشرے کا فعال کردار بن کر ابھرتی ہیں۔ کہیں خواتین ہوم بیسڈ ورکر بن کر اور کہیں ملازمت اور کہیں سیاسی نمائندے کے طور پر سامنے آرہی ہیں۔ خواتین کا با اختیار ہونا ضروری ہے تبھی تو وہ اِس ملک اور اِس معاشرے کو بہتر کرنے کے لیے اور خواتین کے حقوق کے لیے آواز اُٹھائیں گی اور آگے بڑھیں گی۔

با اختیار خواتین ایسے تمام فیصلے ہونے سے روک سکتی ہیں جو کہ خواتین کے اور اُن کی آزادی رائے کے خلاف ہوں۔ خواتین معاشی، سماجی اور سیاسی طور پر اب مردوں کے ساتھ ساتھ ہیں اور دوسری خواتین کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔

نقصانات

کم عمری کی شادی:

ہمارے معاشرے میں کم عمری کی شادی کا رواج موجود ہے کم عمر بچوں کی شادیاں کر دی جاتی ہیں جبکہ بچے ابھی ذمہ داریاں اُٹھانے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ جن

بچوں کی سکول جانے کی عمر ہوتی ہے اُن پر ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے جن کو وہ پورا نہیں کر پاتے اور حالات روز بروز خراب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بچوں میں شعور کی کمی ہوتی ہے اور وہ معاشی ذمہ داریاں اُٹھانے کے قابل نہیں ہوتے۔ اسی دوران لڑکیاں عموماً حاملہ ہو جاتی ہیں لیکن زیادہ تر بچیوں کے یا تو حمل ضائع ہو جاتے ہیں یا بچے کی پیدائش کے دوران ماں خود مر جاتی ہے۔ پاکستان میں ایسے بے شمار کیس سامنے آتے ہیں لیکن پنجاب میں کم عمری کی شادی کی روک تھام کے لیے قانونی طور پر شادی کے لیے لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی کی عمر 16 سال ہے جبکہ سندھ میں لڑکی کی عمر بھی 18 سال کر دی گئی ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنا جرم ہے لیکن لوگ اُس پر عمل نہیں کرتے۔ **پاکستان میں 2008 میں بچوں کی شرح اموات 73.9 فیصد تھی جو کہ 2018 کے اعداد و شمار کے مطابق 1000 میں سے 57.2 ہو گئی ہے۔ بظاہر تو کمی واقع ہوئی ہے لیکن ابھی بھی بہتری کی ضرورت** ہے۔

طلاق:

کم عمری کی شادی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ لڑکا لڑکی چونکہ سمجھ دار نہیں ہوتے اور ایک دوسرے کو سمجھ نہیں پاتے۔ لڑکے پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے جسے ختم کرنے کے لیے آئے دن آپس میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں اور اُن کا اختتام طلاق پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں طلاق کی شرح دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور اس کی ایک وجہ کم عمری کی شادی بھی ہے۔

صحت کے مسائل:

خواتین کے صحت کے متعلق بے شمار مسائل ہیں اور یہ مسائل دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خواتین کو آگاہی نہیں ہے کہ اُن کو کہاں اور کون سے صحت کے مرکز جانے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف غربت اور معاشی حالات ایسے ہوتے ہیں کہ خواتین کے پاس اپنے علاج کے لیے پیسے نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ بہت کم اپنا علاج کروا پاتی ہیں۔ لوگوں کی باتوں کے ڈر سے خواتین اور جوان

بچیاں اپنی صحت کے مسائل کو چھپا دیتی ہیں جس سے چھوٹی بیماری بڑھ کر زیادہ نقصان دہ بن جاتی ہے۔

حقوق سے محرومی، دوسروں پر انحصار، خوداعتمادی کی کمی:

خواتین کو اپنے حقوق کے بارے میں اتنا شعور نہیں ہوتا۔ اسی شعور کے نہ ہونے کی وجہ سے مرد اور خاندان کے دیگر افراد، روائتی بزرگ خواتین ہر موقعے پر اُن کو آسانی سے اُن کے حق سے محروم کر دیتے ہیں اور اُن کو پتہ ہی نہیں چلتا جائیداد کا حق، تعلیم کا حق، شادی کا حق، نوکری کرنے کا حق، اپنی کمائی کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا حق اور شادی کے بعد کے سارے حقوق خواتین کی لاعلمی کی وجہ سے اُن سے چھین لیے جاتے ہیں۔

خواتین چونکہ معاشی طور مضبوط نہیں ہوتیں اُن کے پاس کوئی مضبوط زریعہ معاش نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ زیادہ تر اپنے باپ، بھائی اور شوہر پر انحصار کرتی ہیں جس کی وجہ سے وہ عدم اعتماد کا شکار رہتی ہیں۔ کسی قسم کی فیصلہ سازی کا اختیار خواتین کے پاس نہیں ہوتا اور نہ ہی اُن کو کسی طرح کے فیصلے میں شامل کیا جاتا ہے۔

COVID-19

کورونا وباء ایک عالمی وباء کے طور پر سامنے آئی ہے جس کی لپیٹ میں پوری دنیا آچکی ہے اور اس کی وجہ سے بے شمار اموات واقع ہو چکی ہیں۔ کورونا کی وجہ سے نہ صرف ملکی معیشت کو بلکہ عالمی سطح پر بھی معیشت کو نقصان پہنچا ہے۔

اس کے علاوہ اگر کوئی طبقہ زیادہ متاثر ہوا ہے تو وہ خواتین ہیں۔ اس وبا کی وجہ سے لاک ڈاؤن ہونے سے خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ تقریباً 60 فیصد خواتین کا غیر رسمی شعبے سے تعلق ہے کورونا کے باعث خواتین زیادہ معاشی مشکلات کا شکار ہیں۔

جملہ حقوق بحق سیمرغ ویمنز ریسورس اینڈ پبلی کیشن سینٹر محفوظ ہیں

متن: شازیہ اعظم

ایڈیٹنگ: نازیہ زاہد

لے آؤٹ: لئیق احمد

مشاورت: نیلم حسین، محمد عثمان علی

تصاویر: عروبہ احمد

اس پمفلٹ کی اشاعت The Embassy of the Kingdom of Netherlands
کے مالی تعاون سے ممکن ہوئی۔

سیمرغ ویمنز ریسورس اینڈ پبلی کیشن سینٹر لاہور

74-A/II ابوبکر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

ٹیلی فون نمبر: 92-42-35913475

ای میل: simorghpak@gmail.com / simorgh@brain.net.pk

ویب سائٹ: www.simorgh.org.pk

پرنٹرز: علی برادران